مولانا محمد صاحب کنگن پوری

قسط نمبر ۲

عورت نکاح میں ولی کی محتاج کیوں ہے؟

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نکاح کرنے کرانے کی نسبت مردوں کی طرف کی ہے اور نکاح کرانے کا حکم بھی مردوں کو دیا ہے۔

① وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ (پ ۴ ع ۱۲)

اور اگر تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے میں بے انصافی سے ڈرو تو اور من پسند عورتوں سے نکاح کر لو۔

② وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ (پ ۲۸ ع ۸)

یعنی مسلمان مہاجر عورتوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب تم ان کو مہر دے دو۔

③ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ پ ۵ ع ۱

یعنی تم اگر حرّہ عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تو مالکوں سے اجازت لے کر لونڈیوں سے نکاح کر لو

④ وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ (پ ۵ ع ۱۶)

یعنی تم یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے کی رغبت کرتے ہو۔

⑤ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ (پ ۵ ع ۱)

یعنی جو تم سے مومنہ حرّہ عورت سے نکاح کرنے کی طاقت نہ رکھے۔

⑥ اَلزَّانِيْ لَا يَنْكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوْ مُشْرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَآ اِلَّا زَانٍ اَوْ مُشْرِكٌ (پ ۱۸ ع ۷)

یعنی زانی مرد زانیہ یا مشرکہ عورت سے ہی نکاح کرتا ہے اور زانیہ عورت سے بھی زانی یا مشرک مرد ہی نکاح کرتا ہے۔

⑦ وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ (پ۲ - ع ۱۲)

مشرکہ عورتوں سے نکاح مت کرو یہاں تک کہ ایماندار بن جائیں۔

⑧ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ (پ۴ - ع ۱۴)

تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ دادا نے نکاح کیا ہے۔

⑨ وَلَا تَنْكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهٖ أَبَدًا ط (پ۲۲ - ع ۴)

یعنی تم اے مسلمانو! آپؐ کی وفات کے بعد ازواج مطہرات سے نکاح مت کرو

ان آیات میں نکاح کرنے کی نسبت مرد کی طرف کی گئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرد کو نکاح کرنے میں ولی کی ضرورت نہیں یعنی ولی شرط نہیں۔

① وَأَنْكِحُوا الْأَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ پ۱۸ - ع ۱۰

یعنی اے ولیو! اپنی بیوہ عورتوں اور نیک لونڈی اور غلاموں کا نکاح کرو

② قَالَ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ (پ۲۰ - ع ۶)

شعیبؑ نے موسٰیؑ سے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک کا نکاح تیرے ساتھ کر دوں۔

③ وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا (پ۲ - ع ۱۱)

یعنی کافر آدمی جب تک مسلمان نہ ہو جائیں ان کو مسلمان عورتوں کا نکاح مت دو۔

ان آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ نکاح کرنے کا اختیار مرد ہی کو ہے۔ عورت کو نہیں۔ کیونکہ ان آیات میں نکاح کر دینے اور نہ کر دینے کا حکم اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو دیا ہے۔ اس سے ہر عاقل اس نکتے کو سمجھ سکتا ہے جس کی ہم وضاحت کر رہے ہیں۔ چنانچہ تفاسیر میں ان آیات اور دیگر آیات سے استدلال کیا گیا ہے کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔ چنانچہ امام شوکانیؒ نے اپنی تفسیر فتح القدیر میں آیت وَأَنْكِحُوا

الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ الآیۃ کے تحت لکھا ہے:۔

والخطاب فی الاٰیۃ للاولیاء وقیل للازواج والاول ارجح وفیہ دلیل علی ان المرءۃ لا تنکح نفسھا وقد خالف فیہ ابو حنیفۃ [1]

یعنی اس آیت میں خطاب ولیوں کو ہے اور کہا گیا ہے کہ خاوندوں کو ہے۔ لیکن پہلا صحیح ہے اور اس آیت میں دلیل ہے کہ عورت اپنا نکاح خود نہیں کر سکتی لیکن امام ابو حنیفہؒ کا اس میں اختلاف ہے۔

جامع البیان ص ۳۰۳ میں ہے:۔

"وَاَنْكِحُوْا۔ ایھا الاولیاء والسادۃ —— یعنی اللہ تعالیٰ عورتوں کے ولیوں اور لونڈی غلاموں کے مالکوں کو حکم دیتے ہیں کہ ان کے نکاح کردو۔"

اور تفسیر جمل میں ہے:۔

وَاَنْكِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ۔ الخطاب للاولیاء والسادۃ وفیہ دلیل علی وجوب تزویج المولیۃ والمملوک وذلک عند طلبھا وطلبہ واشعار بان المرءۃ والعبد لا یستبدان بہ اذ لو استبدا لما وجب علی الولی والسید [2]

یعنی وانکحوا الایامی منکم میں عورت کے ولیوں اور لونڈی غلاموں کے مالکوں کو خطاب (حکم) ہے کہ ان کے نکاح کردو اور اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ عورت اور غلام کا نکاح کرنا فرض ہے جب کہ وہ مطالبہ کریں اور اس میں یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ عورت اور غلام اپنا نکاح خود نہیں کر سکتے۔ اگر وہ خود کر سکتے تو ولیوں اور مالکوں پر فرض نہ ہوتا۔

قاضی ابن العربیؒ کی احکام القرآن میں ہے:۔

المسئلۃ الثانیۃ فی المراد بالخطاب بقولہ اَنْكِحُوْا۔ فقیل ھم الازواج

[1] تفسیر فتح القدیر الجامع بین فنی الروایۃ والدرایۃ من علم التفسیر ص ۲۸ ج ۴ [2] جمل ص ۲۲۱ ج ۴

وقيل هم الاولياء من قريب او سيد والصحيح انهم الاولياء لانه قال أَنكِحُوا بالهمزة ولو اراد الازواج لقال ذلك بغير همزة وكانت الالف للوصل وان كان بالهمز فى الازواج وجه فالظاهر اولى فلا يعدل الى غيره الا بدليل [1]

یعنی دوسرا مسئلہ کہ أَنكِحُوا کے مخاطب کون لوگ ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ خاوند ہیں اور بعض نے کہا کہ ولی اقرب اور مالک ہیں۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ اولیاء مراد ہیں کیونکہ أَنكِحُوا میں ہمزہ قطعی ہے (اس لیے کہ باب افعال کا صیغۂ امر ہے) اگر خاوند مراد ہوتے تو ہمزہ وصلی ہونا چاہیے تھا جو باب ضَرَبَ يَضْرِبُ کا امر ہوتا۔ پس ظاہر اور راجح یہی ہے کہ اولیاء مراد ہیں۔ خاوند مراد لینا جائز نہیں کیونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں۔

ایک دوسرے مقام پر ایک اور آیت کے ماتحت قاضی ابن العربیؒ لکھتے ہیں:

قال علماءنا فى هذه الاية دليل على ان النكاح الى الولى لاحظ للمرءة فيه لان صالح مدين تولاه وبه قال فقهاء الامصار وقال ابو حنيفة لا يفتقر النكاح الى ولى وعجبا له متى راى امراة قط عقدت نكاح نفسها ومن المشهور فى الاثار لا نكاح الا بولى وقال النبى صلى الله عليه وسلم ايما امراة نكحت نفسها بغير اذن وليها فنكاحها باطل فنكاحها باطل فنكاحها باطل [2]

یعنی ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اس آیت إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ میں دلیل ہے اس پر کہ نکاح کرنا ولی کے اختیار میں ہے۔ عورت کا بغیر اجازت ولی کے کوئی اختیار نہیں کیونکہ مدین کے نیک انسان غالباً شعیبؑ نے خود ہی اپنی بیٹی کا موسیٰؑ کو نکاح دے دیا تھا۔ اور یہی شہروں اور ملکوں کے فقہاء کا فتویٰ ہے اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ

---

[1] احکام القرآن ص ۱۳۶۴ - ج ۳ [2] ایضاً ص ۱۴۶۴ - ج ۳

نکاح ولی کا محتاج نہیں اور ان پر بڑا تعجب ہے (کہ انہوں نے یہ غلط فتویٰ کس طرح دیا) انہوں نے کب دیکھا کہ کسی عورت نے اپنا نکاح خود کیا ہے۔ حالانکہ احادیث مشہور ہیں کہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں اور یہ کہ آپؐ نے فرمایا۔ جو عورت ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح خود کرلے وہ نکاح باطل ہے، باطل ہے، باطل ہے۔

اور آیت وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتّٰى يُؤْمِنُوا کے متعلق ابن العربیؒ یوں لکھتے ہیں۔

المسئلة الثانية قال محمد بن على بن حسين النكاح بولى فى كتاب الله ثم قرء وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ بضم التاء وهى مسئلة بديعة ودلالة صحيحة[1]

یعنی محمد بن علی بن حسینؒ نے فرمایا کہ نکاح بغیر اجازت ولی کے نہیں ہوتا۔ یہ کتاب اللہ میں موجود ہے پھر یہ آیت وَلَا تُنْكِحُوا الْمُشْرِكِينَ پڑھی۔ ابن عربی فرماتے ہیں کہ واقعی یہ عجیب مسئلہ ہے اور دلالت صحیح ہے۔

اسی طرح آیت فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ کے بارہ میں لکھتے ہیں:۔

العضل يتصرف على وجوه مرجعها الى المنع وهو المراد ههنا فنهى الله تعالى اولياء المرءة من منعها عن نكاح من ترضاه وهذا دليل قاطع على ان المرءة لا حق لها فى مباشرة النكاح وانما هو حق الولى خلافا لابى حنيفة ولو لا ذلك لما نهاه الله تعالى عن منعها وقد صح ان معقل بن يسار كانت له اخت فطلقها زوجها فلما انقضت العدة خطبها فابى معقل فانزل الله تعالى هذه الآية ولو لم يكن له حق لقال الله تعالى لنبيه عليه السلام لا كلام لمعقل فى ذلك وفى الآية مسئلة كثيرة يقطعها هذا الحديث الصحيح خرجه البخارى[2]

یعنی عضل کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ سب کا حاصل ممانعت ہے اور یہاں ممانعت ہی مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اولیاء کو حکم دیا ہے کہ عورت کو اس کے من پسند خاوند کرنے سے مت

[1] احکام القرآن ج ۱، ص ۱۵۸ [2] ایضاً۔ ج ۱۔ ص ۲۰۱

روکو۔ اور یہ آیت قطعی دلیل ہے کہ عورت کا نکاح کرنے میں ولی کی اجازت کے بغیر کوئی حق نہیں اور نکاح کی ولایت کا حق صرف مرد کو ہی ہے۔ خلافاً لابی حنیفہ۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اولیاً کو یوں حکم نہ فرماتے کہ اے اولیا، تم عورتوں کو نکاح کرنے سے مت روکو (بلکہ یوں فرماتے کہ تمہارا اس بارے میں کچھ دخل نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بعض موقعہ پر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ لَیْسَ لَکَ مِنَ الْاَمْرِ شَیْءٌ الآیہ یعنی اے نبی آپ کا اس امر میں کچھ دخل واختیار نہیں) پس ثابت ہوا کہ نکاح ولی کا حق واختیار ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ معقل بن یسارؓ کی ایک بہن تھی اس کو اس کے خاوند نے طلاق دے دی۔ جب عدت ختم ہوئی تو اس نے دوبارہ نکاح کرنے کی درخواست پیش کر دی۔ معقل نے انکار کیا کیونکہ یہ اپنی ہمشیرہ کا ولی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اگر معقل کا حق اور اختیار نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرما دیتے کہ معقل کا اس معاملہ میں کچھ دخل اور حق نہیں۔ اور اس آیت پر بہت سے سوالات وارد ہوتے ہیں جن سب کو معقل کی اس حدیثِ صحیح نے جس کو دیگر ائمہ کے علاوہ امام بخاریؒ نے بھی روایت کیا۔ ختم کر دیا ہے۔

اور تفسیر جلالین میں ہے:۔

فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ۔ خطاب للاولیاء ای لا تمنعوھن من (ان ینکحن ازواجھن) المطلقین لھن لان سبب نزولھا ان اخت معقل بن یسار طلقھا زوجھا فاراد ان یراجعھا فمنعھا معقل بن یسار کما رواہ الحاکم (جلالین مع جمل ج ۱ ص ۱۸۷)

یعنی فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ میں خطاب اولیاء عورت کو ہے یعنی اے ولیو! عورتوں کو ان کے خاوندوں سے جنہوں نے انہیں طلاق دی ہے نکاح کرنے سے مت منع کرو اور اس بات کی دلیل کہ اس آیت میں خطاب اولیاء کو ہے یہ ہے کہ یہ آیت معقل بن یسار کی بہن کے حق میں نازل ہوئی ہے جس کو اس کے خاوند نے طلاق دی تھی پھر وہ اس سے نکاح کرنا چاہتا تھا معقل بن یسار نے اپنی بہن کو نکاح سے منع کر دیا تھا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا ہے۔

اور فتح الباری کتاب التفسیر میں ہے :-

قوله باب (وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ) اتفق اهل التفسير على ان المخاطب بذلك الاولياء۔ ذكره ابن جرير وغيره ؎

یعنی تمام مفسرین متفق ہیں کہ اس آیت میں مخاطب اولیاء ہیں

مذکورہ بالا آیات سے رئیس المحدثین امام المجتہدین حضرت امام بخاریؒ نے بھی صحیح بخاری میں نکاح میں ولایتِ ولی کے شرط ہونے پر استدلال کیا ہے جو آگے آئے گا۔

ولی کی شمولیت یا اجازت کے بغیر نکاح نہ ہونے پر اور آیات بھی پیش کی جاسکتی ہیں مگر فی الحال انہی پر کفایت کی جاتی ہے۔

پس مذکورہ بالا آیاتِ قرآنیہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت اور واضح ہو گیا کہ عورت کا نکاح بغیر شمولیت یا اجازتِ ولی کے جائز نہیں کیونکہ نکاح کرنے کرانے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے مردوں کی طرف کی ہے اور کل امور میں مرد ہی حاکم ہوتا ہے۔ نکاح میں بھی وہی حاکم ہوگا۔ اس کے خلاف جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں ان کا جواب آخر میں دیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جب کوئی مسئلہ قرآن پاک سے ثابت ہو جائے تو دیگر دلائل کی ضرورت نہیں رہتی۔ مگر چونکہ انبیاء علیہم السلام کتاب اللہ کے سب سے بڑے عالم اور خدا تعالیٰ کے منشاء اور مرضی کو سب سے زیادہ صحیح سمجھنے والے ہوتے ہیں لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ کا بیان کرنا ضروری ہے تاکہ واضح ہو جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مبلغ اور مفسرِ قرآن ہیں۔ جن کے حق میں يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ الآية نازل ہوئی ہے۔ اس مسئلہ میں کیا ارشاد فرمایا ہے۔ چنانچہ کتب حدیث میں یہ مسئلہ بالصراحت موجود ہے جو آئندہ قسط میں بیان کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ